حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قادیانیوں کی دلیلیں

اور اس سلسلہ میں قادیانی فریب کی پردہ دری

مولانا محمد عبداللہ

یہ دنیا دار العجائب ہے اس میں ایسے عجائبات ظاہر ہوتے رہتے ہیں کہ ظہور سے قبل ان کے ظہور کی خبر کو ہر شخص جھٹلائے گا۔ اس قسم کے عجائبات کی فہرست بڑی طویل ہے ان ہی میں سے ایک عجوبہ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت ہے اور پھر اس دعویٰ پر جو دلیلیں خود مرزا قادیانی اور ان کے حواریوں اور امتیوں نے پیش کی ہیں وہ خود عجیب تر ہیں۔ سیدھی بات تو یہ تھی کہ جب ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو ہر شخص فوراً اس کو یہ کہہ کر جھٹلا دیتا کہ ختم نبوت کے بعد نبوت کا ہر مدعی جھوٹا ہے لیکن وہاں تو ختم نبوت کے اجماعی عقیدہ ہی کو غلط رکھنے والے موجود ہو گئے اور آیت شریفہ **ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** کا ترجمہ اور اردو مطلب اپنی طرف سے تجویز کر ڈالا۔ مرزا قادیانی کے ہونے والے امتیوں سے دس برس پہلے اگر ختم نبوت کے بارے میں دریافت کیا جاتا تو ختم نبوت کے بارے میں وہی کہتے جو ہمیشہ سے پوری امت محمدیہ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ) کہتی چلی آئی ہے۔ تعجب ہے کہ ایسے لوگ اس کی امت میں شامل ہوتے چلے گئے جو ہوش و حواس والے اور علوم جدیدہ میں مہارت رکھنے والے ہیں اور جو بیدار مغزی کے ساتھ اپنی سروس اور بزنس چلاتے ہیں ان لوگوں کو مخبوط الحواس اور مجنوں بھی کہیں تو کس طرح کہیں جبکہ دیگر سب کام ہوش و سمجھ کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ معمولی گھر کا کام کاج کرنے کے لئے نوکر بھی سوچ سمجھ کر اور اس کی صلاحیت اور استعداد دیکھ کر رکھتے ہیں مگر اپنا پیغمبر بغیر ہوش و گوش کے ایک ایسے شخص کو کیسے مان لیا جو کافر گورنمنٹ کا خوشامدی تھا اور فخر کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

کے متبعین کو بازاری گالیاں دیتا تھا اور جس کی ہر پیشین گوئی خداوند کریم نے جھوٹی کر دکھائی۔

مرزا قادیانی کی نبوت ثابت کرنے کے لئے قادیانیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے ثابت کرنے کو اپنا ایک بہت ضروری مشغلہ بنا لیا ہے۔ اور اس وفات مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقیدہ کے بانی خود مرزا قادیانی آنجہانی ہی تھے۔ مسلمانوں نے قرآن و حدیث سے اور اجماع امت سے مرزا قادیانی کے اس غلط عقیدہ کی تردید کی مگر مرزا اور ان کے امتیوں نے حق قبول نہ کرنے کی قسم کھا رکھی ہے اس لئے آج تک اس لکیر کو پیٹے جا رہے ہیں۔ آنے والے صفحات میں قادیانیوں کی وہ دلیلیں جمع کی گئی ہیں جو انہوں نے وفات مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے اثبات کے لئے پیش کی ہیں اور ساتھ ہر دلیل کا جواب بھی دیا گیا ہے گو یہ استدلالات اس لائق نہیں ہیں کہ ان کا جواب دیا جائے لیکن آیتوں کے غلط ترجمے کر کے قادیانی چونکہ عوام کو بہکانے کی کوشش کریں گے۔ اس لئے ادارۃ الصدیق نے ضروری سمجھا کہ قادیانیوں کے لچر استدلالات سے ناظرین کو باخبر کیا جائے' یہ استدلالات تار عنکبوت سے زیادہ وزن نہیں رکھتے ہیں لیکن قادیانی مجبور ہیں۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے حق کو تو بے دلیل مانا جاتا ہے باطل کو بے دلیل کیوں مانیں؟ ناظرین مضمون آئندہ سے سمجھ لیں گے کہ قادیانیوں کی دلیلوں کی مصداق وہی مثل ہے جو ہر کہ دمہ کے زبان زد ہے یعنی مارو گھٹنا پھوٹے آنکھ' اور ہاں خود حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات ثابت کر کے مرزا کی نبوت ثابت کرنا بھی اسی مثل کا مصداق ہے۔ بھلا وفات مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور نبوت مرزا میں کیا تلازم ہے؟ چونکہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ واسلام وفات پا گئے ۔ اس لئے مرزا غلام احمد نبی۔ یہ دلیل بھی تو اسی طرح کی ہے۔ تثبت کے ہجے کر کے رواں کرتے وقت بلغ کہہ دیا جائے اگر ایک شخص مدعی نبوت ہو تو اس کے اخلاق و اعمال اور کردار کو بھی تو جانچنا چاہیے۔ مرزا کے حالات ڈھکے چھپے نہیں ہیں ان کی سوانح حیات کی سطر سطر سے اور ان کے مکر و فریب سے بھرے اشتہاروں اور مرعوب کرنے والے چیلنجوں سے اور پھر مناظرین اسلام کے سامنے حجت و برہان سے کترا کر گالیوں سے نوازش کرنے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا خود بھی دل سے اپنے کو جھوٹا سمجھتے تھے' نبوت کا دعویٰ کر کے واپس لینے کو عار سمجھتے ہیں آخر دم تک یہ اعلان

نہ کر سکے کہ میں نے جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ قادیانی مرزا صاحب کے اوصاف و اخلاق کو سامنے رکھ کر ان کی نبوت کو منوانے سے چونکہ عاجز آ جاتے ہیں' اس لئے بحث و مناظرہ میں ''اخلاق مرزا'' کے عنوان سے کترا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کی شق کو اختیار کر لیتے ہیں' ہماری رائے میں ہر مسلمان کو قادیانیوں سے ہمیشہ صرف اس نقطہ پر بحث و مناظرہ کرنا چاہئے کہ جن اخلاق و اوصاف کے حامل مرزا تھے۔ ان کا حامل شریف انسان بھی نہیں ہو سکتا نبی تو کجا .... مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا تو خود انہوں نے اپنی دعا سے ثابت کر دیا ہے کہ جو جھوٹا ہو گا وہ سچے کی زندگی میں مر جائے گا۔ یہ دعا مرزا نے مولانا ثناء اللہ صاحب کے مقابلہ میں کی تھی اور کہا تھا کہ اس دعا کو خدا نے قبول کر لیا ہے اور مولانا ثناء اللہ صاحب مانیں یا نہ مانیں مگر یہ ہو کر رہے گا۔ چنانچہ خدا نے مرزا کی خواہش کے مطابق کر دیا کہ مرزا اپنے دعاوی میں جھوٹے تھے اور مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کی زندگی میں مرزا قادیانی لاہور جا کر ہیضہ کے مرض میں مر گئے۔

بیشک قرآن شریف کا یہ دعویٰ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اس کی دلیل ملاحظہ کیجئے۔

آنحضرت ﷺ سے پہلے یہود و نصاریٰ کا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح سولی پر چڑھائے گئے اور قتل کئے گئے۔ لیکن یہود و نصاریٰ میں سے کوئی اس کا قائل نہ تھا کہ حضرت عیسیٰ اپنی طبعی موت سے مر گئے۔ اس لئے کہ یہودیوں کا عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح اپنی نبوت کے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔ اور ان کے عقیدہ کے مطابق جو جھوٹا ہوتا ہے وہ یا تو سولی پر چڑھ جاتا ہے یا قتل کیا جاتا ہے اور جو سچا نبی ہوتا ہے وہ اپنی طبعی موت مرتا ہے اور عیسائیوں کو اپنے مسئلہ کفارہ کو ثابت کرنا تھا۔ اس لئے کہ اگر حضرت مسیح اپنی طبعی موت مرے ہوتے تو کفارہ کا مسئلہ نہیں ثابت ہو سکتا تھا۔ اس لئے دونوں (یہود و نصاریٰ) اسی کے قائل تھے۔ کہ حضرت مسیح مصلوب ہوئے اور قتل کئے گئے۔ طبعی موت کا ثبوت ان دونوں میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ قرآن شریف نے اس کا جواب اس طرح دیا ہے۔

وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبّه لهم وان الذين اختلفوا فيه
لفي شک منه مالهم به من علم الا اتباع الظن وما قتلوه يقينا

بل رفعه اللّٰہ الیه و کان اللّٰہ عزیزاً حکیماًo

ترجمہ: ”حالانکہ نہ انہوں نے اس کو قتل کیا اور نہ سولی دی، لیکن وہ ان کے سامنے مشتبہ کیا گیا۔ جو لوگ اس امر میں، کہ مسیح کو قتل و سولی نہیں ہوئی قرآن کے بیان سے مخالف ہیں وہ اس واقعہ سے بے خبری میں ہیں۔ اس دعویٰ کی ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ ہاں اٹکلوں اور خیالوں کے تابع ہیں۔ انہوں نے ہرگز اس کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے اپنے پاس اٹھا لیا اور خدا غالب ہے اور حکمت والا ہے۔“

وان مّن اھل الکتاب الّا لیؤمنن به قبل موته ویوم القیمة یکون علیهم شهیداًo

اور نہیں ہے کوئی اہل کتاب سے مگر البتہ ایمان لائے گا ساتھ اس کے پہلے موت اس کی سے اور دن قیامت کے ہوگا۔ اوپر ان کے گواہ۔

ہمارا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے اور قیامت کے قریب دنیا میں پھر نزول فرمائیں گے۔ جس کی تفصیل یہ ہے یہودیوں اور عیسائیوں میں جو یہ خیال تھا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام سولی دیئے گئے اور قتل کیے گئے تو ظاہر ہے کہ یہ سولی اور قتل مادی جسم کے ساتھ تھا اور اسے دنیا جانتی ہے کہ قتل و پھانسی مادی جسم کے ساتھ ہوا کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس کی تردید فرمائی کہ مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اس آیت میں بَلْ قابل غور ہے۔ اگر مادی جسم کا آسمان پر اٹھایا جانا نہ مانا جائے تو آیت کے لفظوں کی ترتیب غلط ہوتی ہے اور سوال یہ ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا۔ تو وہ مادی جسم ہوا کیا اس لئے کہ طبعی موت کا کوئی ثبوت نہ یہودیوں میں ہے نہ عیسائیوں میں اور نہ قرآن شریف اور آنحضرت ﷺ سے ہے اور پھر و کان اللّٰہ عزیزاً حکیماًo کا یہاں کیا جوڑ؟ خدا غالب اور حکمت والا ہے۔ کا جملہ صاف بتلا رہا ہے کہ جس کام کو دنیا ان ہونی اور خلاف فطرت سمجھتی ہے اور حیرت و تعجب

کرتی ہے اس پر بھی خدا غالب ہے اور اپنے غلبہ وحکمت سے وہ کام کرتا ہے اس سے صاف ثابت ہے کہ مسیح کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو خدا نے اپنی طرف اٹھا لیا۔

ہمارے دعویٰ کا دوسرا جزو یہ ہے کہ حضرت مسیح زندہ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ اس کے بعد ان کی طبعی موت ہوگی اس کے ثبوت میں مندرجہ بالا آیت کے دوسرے حصہ پر غور کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت مسیح کی طبعی موت سے قبل تمام یہود ونصاریٰ آپ پر ایمان لے آئیں گے۔ یہ ظاہر ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتے بلکہ اسی طرح ان کے دشمن ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں۔ جس طرح کہ بقول یہودیوں کے سولی کے وقت کہتے تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ یہودی ابھی تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں رکھتے۔

پہلی دلیل:

قادیانی اس سلسلہ میں آیت پیش کرتے ہیں یعنی

انی متوفیک ورافعک الیٰ

اور کہتے ہیں کہ یہ آیت بتلاتی ہے کہ حضرت مسیح مرگئے اور ان کا درجہ بلند کیا گیا مرزائی اس میں بھی عوام کا دھوکا دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ اس میں واو ترتیب کا ہے جس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ پہلے وہ مرگئے اس کے بعد ان کا درجہ بلند کیا گیا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ واو ترتیب کا ہوتا ہی نہیں ورنہ اس کے یہ معنی ہوں گے کہ خدا کے اس ارشاد اقیموا الصلوٰۃ واتوالزاکوٰۃ کا مطلب یہ ہوگا کہ پہلے نماز پڑھو اس کے بعد زکوٰۃ دو۔ اگر نماز سے پہلے زکوٰۃ دی تو وہ ناجائز یا اقیمو الصلوٰۃ و لا تکونوا من المشرکین. یعنی پہلے نماز پڑھو اس کے بعد شرک چھوڑ دو حالانکہ یہ دونوں معنی غلط ہیں۔ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ واوٗ ترتیب کا نہیں ہوتا۔ اگر ترتیب کا واو مان لیا جائے تو قادیانی یہاں بھی جواب دیں گے۔ ایک جگہ خدا فرماتا ہے۔ برب موسیٰ وھٰرون دوسری جگہ خدا فرماتا ہے برب ھٰرون و موسیٰ اگر واو ترتیب کا مانا جائے تو ان دونوں آیتوں میں ایک سچی ہوگی اور دوسری جھوٹی' حالانکہ دونوں آیتیں سچی ہیں۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ واوٗ ترتیب کا ہوتا ہی نہیں۔ اب

انی متوفیک کا اصل مطلب سنیئے۔

جب حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام اپنے دین کی تبلیغ فرما رہے تھے۔ تو یہودیوں کی طرف سے اس کی سخت مخالفت تھی اور حضرت عیسیٰ مسیح کو اپنی جان کا سخت خطرہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تسلی کے لئے فرمایا کہ **انی متوفیک ورافعک الی** یعنی اے عیسیٰ! تو دشمنوں سے خوف نہ کر کہ یہ تجھے نہ سولی پر چڑھا سکتے ہیں اور نہ قتل کر سکتے ہیں بلکہ میں تجھ کو طبعی موت دوں گا اور جب تو دشمنوں کے نرغے میں پھنسے گا۔ تو میں تجھ کو اپنے پاس اٹھالوں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب دشمنوں کے نرغے میں پھنسے تو اللہ نے ان کو بچایا اور مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھا لیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب سراج منیر ص ۳۰ پر یہ مانا ہے کہ **انی متوفیک ورافعک الی** تسلی کے لئے حضرت عیسیٰ کو الہام کیا گیا تھا۔ جس طرح آنحضرت ﷺ کو تسلی کے لئے خدا نے پہلے یہ فرمایا عفا اللہ عنک اس کے بعد یہ فرمایا **لم اذنت لھم** پس دونوں جگہ رفع سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔

دوسری دلیل:

قادیانی وفات مسیح کے ثبوت نہیں لائے ہیں۔ اور عیسائی جیسا مانتے ہیں وہ ظاہر ہے پس اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ ابھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انتقال (طبعی موت) نہیں فرمایا ہے۔ بلکہ ابھی تک زندہ آسمان پر ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ملک عرب (دمشق) میں آسمان سے اپنے مادی جسم کے ساتھ اتریں گے۔ قتل دجال فرمائیں گے۔ شادی کریں گے اولاد ہوگی۔ پھر مدینہ منورہ میں اپنی طبعی موت سے انتقال فرمائیں گے۔ اور آنحضرت ﷺ کے روضۂ اطہر میں جو ایک جگہ خالی ہے وہاں پر دفن کئے جائیں گے۔ بحمد اللہ دونوں باتوں کا ثبوت قرآن شریف سے ہوگیا۔

قادیانی اس موقعہ پر یہ کہتے ہیں کہ رفعہ اللہ سے مراد رفع درجات ہے نہ کہ رفع جسم مادی یہ ان کا ایک قسم کا دھوکہ ہے۔ اس لئے کہ اگر رفع سے مراد رفع درجات لیا جائے تو اس سے **وما قتلوہ وما صلبوہ** کی تردید ہوتی ہے۔ یعنی یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو سولی

دی گئی اور قتل کیا گیا تا کہ رفع درجات ہو حالانکہ خدا سولی وقتل کی نفی کرتا ہے ۔ یہ امر قابل سوال ہے کہ جب رفع درجات مراد ہے تو نفی قتل وصلب کے بعد بَـلْ کی کیا ضرورت ہے؟
حضرت ادریس علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا **ورفعناہ مکانا علیّا.** اس آیت میں بَلْ نہیں ہے اور نہ اِلَیْہ ہے ہے پس اس آیت سے حضرت مسیح کے متعلق ان کے مادی جسم کا ذکر ہے کہ ان کے مادی جسم کو نہ سولی دی گئی اور نہ قتل کیا گیا بلکہ اس مادی جسم کو خدا نے اپنی طرف اٹھالیا۔ پس رفع درجات کی تاویل محض دھوکہ ہے۔ رفع درجات کے لئے **وکان اللہ عزیزاً حکیماً o** کا کیا تعلق اور اس کی ضرورت کیا۔ اس لئے کہ شہداء کے رفع درجات تو ہوتے ہی ہیں۔ یہ تو عام بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے غلبہ وحکمت کا ذکر فرمایا ہے۔ تو یہ اسی لئے کہ عام لوگوں کے نزدیک مادی جسم کا آسمان پر جانا اور وہاں پر اتنے دنوں تک قیام اور پھر دنیا میں نزول ایک تعجب کی اوران ہونی سی بات معلوم دیتی ہے ۔ مگر اللہ اس پر غالب ہے۔ وہ اپنے غلبہ سے مادی جسم کو آسمان پر لے گیا اور اپنی حکمت سے اب تک رکھے ہوئے ہے اور وقت مقررہ پر دنیا میں پھر نزول کرائے گا۔ آیت زیر بحث سے ہم نے حضرت مسیح کا **رفع الی السماء** اور نزول ثابت کیا ہے اب ہم قادیانیوں کی دلیلیں بیان کر کے شافی جواب تحریر کرتے ہیں۔

ایک آیت اور پیش کرتے ہیں **فلمّا توفیتنی کنت أنت الرّقیب علیھم** یعنی اور جب تو نے مجھے فوت کرلیا تو تو ہی ان پر نگہبان تھا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ گفتگو حضرت مسیح علیہ السلام کی اور خدا کی قیامت کے دن کی ہے اور بیشک قیامت سے قبل حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو چکے ہوں گے ہم مسلمان اس کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح قرب قیامت دنیا میں تشریف لائیں گے۔ دمشق نامی شہر میں آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق آسمان سے نزول فرمائیں گے۔ باب لُدّ پر دجال کو قتل فرمائیں گے۔ شریعت محمدیہ کی تبلیغ فرمائیں گے۔ مدینہ منورہ تشریف لائیں گے۔ شادی کریں گے اولاد ہوگی اس کے بعد حسب وعدہَ خداوندی (انی متوفیک) آپ طبعی موت سے مریں گے اور آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر میں دفن کیے جائیں گے۔ قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ وعمر فاروقؓ کے درمیان اس مزار مقدس سے اٹھیں گے تو اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے محض یہ سوال کرے گا کہ کیا تثلیث (خدا کے ماننے) کی تعلیم آپ نے (اے

عیسیٰ) دنیا میں دی تھی؟ حضرت مسیح اس کا یہ جواب دیں گے کہ اے خدا تو شرک سے پاک ہے جو بات مجھے لائق نہیں وہ میں کیوں کہتا۔ اصل سوال کا جواب ختم ہو گیا۔ مگر چونکہ حضرت مسیح کو اپنی بیزاری کے ساتھ ان کی سفارش بھی کرنی تھی۔ اس لئے استحقاق شفاعت کو برقرار رکھنے کے لئے یہ فرمایا کہ جب تک میں ان میں تھا۔ میں ان کا نگہبان تھا اور جب تو نے مجھے فوت کر لیا۔ تو تو ہی ہر چیز کا نگہبان ہے۔ جیسے وہ ہیں تو جانتا ہے۔ اس سے آگے ان کی ضمناً سفارش بھی کی ہے کہ اگر تو ان کو عذاب کرے تو تیرے بندے ہیں۔ کوئی تجھے روک نہیں سکتا اگر تو ان کو بخشے تو تو بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ پس اس آیت سے بھی یہ نتیجہ نکالنا کہ مسیح علیہ السلام اس وقت مردہ اور فوت شدہ ہیں' کسی طرح ٹھیک نہیں۔

تیسری دلیل:

قادیانی وفات مسیح کے سلسلہ میں ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ

کانا کلان الطعام.

یعنی حضرت مسیح اور ان کی ماں علیہما السلام کھانا کھاتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ اب مر گئے اس لئے کھانا نہیں کھاتے۔ یہ قادیانیوں کا خیال ہی خیال ہے۔ اس لئے اول تو کانا کے لفظ سے زمانہ حال کی نفی نہیں ہوتی۔ دوسرے کھانا نہ کھانے سے زندگی محال نہیں ہوتی۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وصال صوم یعنی ایسے روزوں سے منع فرمایا ہے کہ جن میں رات میں بھی کچھ نہ کھایا جائے بلکہ پے در پے بے آب و نان گذارا ہو اس پر صحابہؓ نے دریافت کیا کہ حضرت آپ کیوں وصال کیا کرتے ہیں؟ تو آپؐ نے جواب میں فرمایا۔ **انی ابیت یطعمی ربی ویسقینی.** یعنی میں رات گذارتا ہوں میرا رب مجھے کھانا کھلاتا ہے۔ پانی پلاتا ہے۔" اسی طرح حضرت مسیح بھی خدا کے پاس ہیں وہ انہیں کھلاتا اور پلاتا ہے اور اصحاب کہف قرآن شریف کے فرمان کے بموجب غار میں تین سو نو برس تک سوتے رہے۔ جس طرح خدا نے اپنے پاس زندہ رکھا اور زندہ رکھے گا۔ اور اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے پس یہ ثبوت بھی مرزائیوں کا محض دھوکا اور فریب ہے۔

چوتھی دلیل:

قادیانی وفات مسیح کے سلسلہ میں یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل

اوراس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے قبل جتنے نبی تھے وہ سب فوت ہو گئے ۔ خلت کا ترجمہ جو مرزا اور مرزائی حضرات فوت ہو جاتے اور مر جانے کا کرتے ہیں وہ بالکل غلط ہے خلت کا معنی مرنے کے نہیں آتے بلکہ گذرنے خالی ہونے وغیرہ کے ہیں۔ جیسے خدا نے فرمایا: **واذا خلوا الٰی شیاطینھم قد خلت من قبلکم سنن فی الایام الخالیہ.** ان آیتوں میں کہیں موت کے معنی نہیں۔ پس آیت کے صاف معنی یہ ہیں کہ تجھ سے پہلے کل نبی اپنے اپنے وقت میں کام کر کے چلے گئے یعنی ان کے فرائض نبوت ختم ہو گئے ۔ اس آیت کو بھی حضرت مسیح کی وفات سے کوئی تعلق نہیں۔

پانچویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کر کے مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔

وما جعلنا البشر من قبلک الخلد

یعنی کوئی بشر ہمیشہ زندہ نہیں رہا۔ یہ آیت بھی وفات مسیح ثابت نہیں کرتی۔ اس لئے کہ ہم کب مانتے ہیں کہ حضرت مسیح ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہیں گے ہم تو یہ مانتے ہیں کہ قیامت سے قبل حضرت مسیح دوبارہ دنیا میں نزول فرما کر اپنی طبعی موت مریں گے۔

چھٹی دلیل:

قادیانی بسلسلہ وفات مسیح علیہ السلام یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔

واوصانی باالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیًّا

مرزا نے اس آیت کو پیش کر کے محض زکوٰۃ پر ہی زور دیا ہے کہ آسمان پر زکوٰۃ کس کو ادا کرتے ہوں گے اور کیا دیتے ہوں گے اس سے معلوم ہوا کہ وہ مر گئے۔ یہ بھی ایک قسم کا دھوکا ہی ہے۔ انسان کب اور کہاں مکلّف بالشرع ہوتا ہے۔ اس دنیا میں یا اس دنیا کے علاوہ اور بھی کہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام جنت میں زندہ ہی تھے کیا وہ جنت میں بھی کسی قسم کی عبادت کرتے تھے؟ اگر کرتے تھے تو ثبوت پیش کرو۔ اگر نہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر رہ کر کیسے مکلّف ہوئے ؟ نیز زکوٰۃ تو وہ دیتا ہے جو مال والا ہو۔ یہ ثابت کیجئے کہ حضرت عیسیٰ صاحب مال ہیں۔

ساتویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں کہ حضرت مسیح نے فرمایا:

والسلام یوم ولدتُّ ویَوم اموت ویوم ابعث حیًّا

مرزا کہتا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے اپنی پیدائش اور وفات اور دوبارہ بعثت کا ذکر کیا۔ مگر آسمان پر اٹھائے جانے کا ذکر نہیں کیا۔ اس لئے وہ مر گئے۔ کیا اچھا ثبوت ہے۔ عدم ذکر سے عدم شئی لازم نہیں آتا۔ دوسرے ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح کو اپنے آسمان پر اٹھائے جانے کا اس وقت علم ہی نہ ہو۔ تو کیسے اس کا ذکر کرتے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی۔

آٹھویں دلیل:

قادیانی یہ آیت پیش کرتے ہیں۔

اوترقیٰ فی السّماء قل سبحان رَبّی ھل کُنتَ الّا بشراً رسولا۔

مرزا اس آیت پر یہ کہتے ہیں۔ کفار مکہ نے آنحضرتؐ سے درخواست کی آپؐ آسمان پر چڑھ جائیں۔ جواب ملا کہ یہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر چڑھ جائے۔ پس مسیح بجسد عنصری آسمان پر نہیں گئے بلکہ بعد موت گئے ہیں۔

مرزا نے اس کے ترجمہ میں بہتان سے کام لیا ہے۔ عادت اللہ کس لفظ کا ترجمہ ہے یہ بالکل تحریف ہے آیت کا مطلب بالکل صاف ہے۔ کفار مکہ نے آنحضرتﷺ سے کہا تھا کہ جب تک تم آسمان پر نہیں چڑھو گے ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے۔ جواب ملا کہ خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ ایسے کاموں سے عاجز نہیں وہ تو عاجزی سے پاک ہے ہاں میرا کام نہیں کہ میں خود بخود چڑھ جاؤں۔ میں تو صرف اس کا رسول ہوں جو مجھے ارشاد ہوگا۔ تعمیل ارشاد کو حاضر ہوں' بتلایئے یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے کہ عادت اللہ نہیں کہ خاکی جسم آسمان پر جائے۔ مرزا نے سبحان ربی کے معنی تو خوب تراش لئے کہ ایسے خلاف عادت کام کرنے سے میرا خدا پاک ہے۔ مگر ھل کنت الا بشرا رسولا کو کیا کریں گے جو عہد عبودیت کا مظہر ہے جس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ میں اس سوال کا مخاطب نہیں ہو سکتا اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

نویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

ومنکم من یتوفٰی ومنکم من یرد الٰی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئًا

اس آیت کو پیش کر کے یہ کہا گیا کہ آدمی اپنے عمر طبعی کو پہنچ کر مر جاتا ہے۔ پس حضرت مسیح بھی اپنی عمر طبعی کو پہنچ کر مر گئے۔

مرزا کا یہ خیال ہی خیال ہے اور اس زمانہ کے لوگوں کے عمر طبعی کا خیال کر کے مرزا نے اٹکل سے یہ بات کہی ہے' حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ شروع زمانہ سے لوگوں کی عمر طبعی کتنی ہوتی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام کو دیکھئے کہ ساڑھے نو سو برس تک تو محض تبلیغ فرمائی' نہیں معلوم کہ ان کی عمر طبعی کس قدر تھی۔ بعض نبیوں کی چودہ چودہ سو برس تک عمر ہوئی ہے۔ بقول تفسیر ابن کثیر حضرت مسیح تینتیس برس کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔ بلکہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی عمر طبعی کا اندازہ کوئی غیر محدود زمانہ ہے۔ جس کی مثال دنیا میں آج تک کسی فرد بشر پر نہیں آئی۔

دسویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں

ولکم فی الارض مستقر ومتاع الٰی حین٥

اس آیت کو پیش کر کے یہ کہتے کہ جسم خاکی آسمان پر نہیں جا سکتا اس لئے کہ جگہ اور گذارے کی جگہ زمین ہے۔ مگر اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہوتی اس لئے کہ حضرت مسیح رہنے و گذارہ کرنے آسمان پر نہیں گئے ہیں بلکہ عارضی طور سے ہیں ورنہ اس آیت ولکم فیھا منافع و مشارب افلا تشکرون سے محض یہی ماننا پڑے گا کہ سوائے چارپایوں کے اور کسی میں منافع نہیں اور سوائے ان کے دودھ کے اور کچھ نہیں پی سکتے۔ حالانکہ ہم تمام دنیا کی چیزوں سے سے نفع اٹھاتے ہیں اور پانی' شربت اور ماں کا دودھ پیتے ہیں اسی طرح ہم محمد رسول اللہ کہتے ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ محمدؐ ہی اللہ کے رسول ہیں اور موسیٰؑ

وعیسیٰؑ اللہ کے رسول نہیں ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ آسمان عارضی مستقر ہوسکتا ہے۔ چنانچہ اس وقت حضرت مسیح کے لئے آسمان عارضی مستقر ہے۔

گیارہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں۔

ومن نعمره ننکسه فی الخلق

یعنی درازیٔ عمر میں حواس وعقل زائل ہو جاتی ہے۔ پس مسیح کی عقل میں فرق آ گیا ہوگا۔ اس لئے وہ مر گئے ہوں گے۔

مرزا نے اپنی عمر پر مسیح کی عمر کو قیاس کیا ہے۔ حضرت نوح جو ساڑھے نو سو برس تک تبلیغ کرتے رہے تو بقول مرزا اس درازیٔ عمر میں وہ حواس وعقل کھو چکے ہوں گے اور اسی بدحواسی و بے عقلی کی حالت میں تبلیغ کرتے ہوں گے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرزا کی درازیٔ عمر کو سامنے رکھ کر حضرت نوحؑ یا حضرت عیسیٰؑ کی درازیٔ عمر کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ بہرحال اس آیت کو وفات سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

بارہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں۔

انما مثل الحیوٰة الدنیا کماء انزلنا لا من السماء فاختلط به نبات الارض مما یاکل الناس والا انعامo

یعنی کھیتی کی طرح انسان بعد کمال زوال کی طرف رخ کرتا ہے۔ پس مسیح بھی کمال سے زوال کی طرف آئے اور مر گئے۔ مگر یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اکثر بچے ایک سال کے ہی مر جاتے ہیں اس کے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی طرح ہزار سال تک اس کمال کو نہیں پہنچتے۔ اسی طرح حضرت مسیح کو بھی ابھی وہ کمال نہیں آیا ہے جس کے بعد ان کو زوال آتا ہے اور اس میں کیا استحالہ ہے۔ پس یہ آیت بھی مرزائیوں کے لئے مفید نہیں ہے اور ان کا مدعا اس سے بھی ثابت نہیں ہوتا۔

تیرہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں۔

وما ارسلنا من قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق۝

اس کا مفصل جواب اوپر گذر چکا ہے جس کا مختصر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح کو کھلاتا پلاتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے وصال صیام کے موقع پر فرمایا۔ اور زندگی کے لئے کھانا اور بازاروں میں چلنا ضروری نہیں ہے۔ بہرحال اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہے۔

چودہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں:

والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھمّ یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون۝

کہتے ہیں کہ اس آیت میں مصنوعی معبودوں کی موت کی خبر دی گئی ہے۔ چونکہ حضرت مسیح بھی ان کے مصنوعی معبود تھے۔ اس لئے وہ بھی مر گئے۔

اس میں بھی مرزائیوں نے دھوکا کھایا ہے۔ اول تو عیسائیوں کے مصنوعی معبود حضرت مسیح نہ تھے بلکہ یسوع تھے۔ جس کو مرزا نے بھی مانا ہے۔ دوسرے اس آیت میں لفظ اموات ہے جو جمع ہے میت کی میت مردہ کو ہی کہتے ہیں اور بے جان کو بھی' آیت شریفہ میں مصنوعی معبودوں سے مورتیاں مراد ہیں' جملہ مصنوعی معبودُ بے جان اور جاندار' مراد ہونے کی کوئی دلیل نہیں ہے مورتیوں کے علاوہ دوسرے مصنوعی معبودوں کی معبودیت کے باطل ہونے کی دلیلیں دوسری آیت میں موجود ہیں۔ پس اس آیت سے ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح مر گئے۔

پندرہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں۔

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین

اور کہتے ہیں کہ چونکہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لئے مسیح ان کے بعد نہیں آسکتے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو گئے یہ بھی ایک قسم کا دھوکا بلکہ نافہمی ہے۔ بیشک آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔ حضرت مسیح پہلے تورات کے تابع احکام تبلیغ کرتے رہے اسی طرح بعد تشریف آوری قرآن شریف کے تابع ہو کر رہیں گے اس میں کوئی حرج نہیں۔

آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: **لو کان موسیٰ حیا لما وسعه الا اتباعی** ۔خدا نے سب نبیوں سے عام طور پر وعدہ لیا ہے کہ جب تمہارے زمانہ میں کوئی رسول آئے تو تم اس کو مان لینا اور اس پر ایمان لانا پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

سولھویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیس کرتے ہیں۔

فاسئلو اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون۔

اس آیت کو پیش کر کے مرزا کہتے ہیں کہ وفات مسیح کے متعلق اہل کتاب سے دریافت کرو۔اہل کتاب حضرت مسیح کی طبعی موت کے متعلق کچھ نہیں کہتے ہیں اور قرآن شریف سولی اور قتل کی تردید کرتا ہے۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں ہے۔

سترہویں دلیل:

قادیانی ایک آیت یہ بھی پیش کرتے ہیں۔

یا أیتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة

فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی o

مرزا کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب تک آدمی مرے نہیں۔ خدا کے نیک بندوں میں نہیں ملتا اور بموجب حدیث معراج حضرت مسیح نیک بندوں میں داخل ہو چکے ہیں۔اس لئے ضرور فوت شدہ ہیں۔

یہ بھی محض غلط اور دھوکا ہے۔ اس لئے کہ موجب شہادت حدیث معراج

خود آنحضرت ﷺ نیک بندوں میں داخل تھے یا نہیں؟ پھر آپ اس کے بعد دوسری زندگی سے آئے تھے۔ یا اسی زندگی سے؟ حالانکہ آیت کا مطلب بالکل صاف ہے کہ جب نیک بندے بوقت قیامت قبروں سے اٹھیں گے تو اس وقت خدا کے فرشتے ان سے کہیں گے۔ اے نفس خدا کے ذکر سے تسلی پانے والے! خدا کی طرف چل اور راضی خوشی خدا کے نیک بندوں میں داخل ہو۔ (تفسیر معالم' اس کو مسیح کے فوت ہونے سے کیا تعلق؟)

اٹھارہویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔

اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم.

مرزا کا کہنا یہ ہے کہ اس آیت میں چار واقعات انسان کی زندگی کے ہیں۔ پیدائش پھر انسان کی تکمیل و تربیت کے لئے رزق مقسوم ملنا پھر اس پر موت وارد ہونا پس معلوم ہوا کہ مسیح فوت شدہ ہیں۔ مگر شاید مرزا کو یہ معلوم نہیں کہ تکمیل اور تربیت کی حدود مختلف ہیں۔ اور رزق مقسوم بھی ہر زندگی کے مناسب ہوتا ہے۔

پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

انیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں۔

کل من علیھا فان و یبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام.

اس میں بھی مرزا کو دھوکا لگا ہے یا مرزا دوسروں کو دھوکا دے رہے ہیں اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ ہر زمین والے کو فنا دامن گیر ہے۔ لفظ علیھا پر غور کیجئے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ ہر زمین والا ایک نہ ایک دن فنا ضرور ہو گا۔ پس اس آیت سے بھی وفات مسیح ثابت نہیں۔

بیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں:

ان المتقین فی جنت و نھر فی مقعد صدق عند ملیک مقتدر.

یعنی خدا کے پاس جا کر بندے جنت میں داخل ہو جاتے ہیں اور یہ
سب کچھ موت کے بعد ہے۔

بیشک اس آیت میں جس جنت کا ذکر ہے وہ بعد موت ہی ہے مگر اس آیت سے یہ کہاں ثابت ہے کہ حضرت مسیح مر گئے اور مرنے کے بعد جس جنت میں آدمی جاتا ہے۔ اس جنت میں چلے گئے۔ پس اس آیت کو بھی وفات مسیح سے کوئی تعلق نہیں۔

اکیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں:

اینما تکونوا یُدْرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃo

فرماتے ہیں کہ اس آیت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ انسان جہاں ہو موت اور لوازم موت اس پر جاری ہو جاتے ہیں۔ بیشک صحیح ہے لیکن اپنے اپنے وقت مقرر پر۔ ارشاد ہے۔ **اذا جآء اَجلھم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون.** کون کہتا ہے کہ حضرت مسیح کو موت نہیں آئے گی۔ آئے گی ضرور لیکن اپنے وقت پر۔ پس اس آیت سے بھی ثابت نہیں ہوتا کہ حضرت مسیح مر گئے۔

بائیسویں دلیل:

قادیانی یہ آیت بھی پیش کرتے ہیں:

مااتکم الرسول فخذوہ وما نھکم عنه فانتھواo

یعنی جو تم کو یہ رسول دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے ہٹ جاؤ۔
مرزا اس آیت کو پیش کر کے یہ کہتے ہیں۔ کہ آنحضرت ﷺ نے ہم کو دیا ہے **اعمار امتی مابین الستین الیٰ السبعین واقلھم من یجوز** یعنی میری امت کی عمریں ساٹھ ستر کے درمیان ہیں اور بہت کم اس سے زیادہ بڑھیں گے' نیز آنحضرت ؐ نے انتقال کے وقت فرمایا:

مامن نفس منفوسة یاتی علیھا مائة سنة وھی حیّة.

پہلی حدیث تو بالکل صاف ہے اور مرزا کے دعویٰ وفات مسیح سے ان کا کوئی تعلق

نہیں۔ اس لئے کہ اس حدیث میں عمر متجاوز ہونے کا بھی ثبوت ہے۔ اور حضرت مسیح ان ہی میں سے ہیں۔ دوسرے یہ حدیث آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کے متعلق فرمائی ہے اور حضرت مسیح ابھی آپ کی امت میں داخل نہیں ہوئے ہیں اور جب آسمان سے نزول فرمائیں گے اور دنیا میں دوبارہ تشریف لا کر آپ کی امت میں داخل ہوں گے تو ساٹھ سال سے کم زندہ رہ کر فوت ہو جائیں گے۔

دوسری حدیث کا ترجمہ مرزا نے یوں کیا ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا وہ کسی طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا۔ مرزا نے اس میں تحریف سے کام لیا ہے اس حدیث میں لفظ علی ظهر الارض بھی تھا جس کے معنی ہیں کہ زمین کے جاندار۔ یعنی جو جاندار زمین پر ہیں۔ آج سے سو سال تک کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا۔ یعنی ان کی نسل رہ جائے گی۔ خود نہیں رہیں گے۔ چونکہ حضرت مسیح زمین پر تو تھے نہیں جس سے مرزا کی دلیل میں ضعف آتا تھا اس لئے حدیث پر ہاتھ صاف کرنا چاہا اور تاویل یا تحریف کر دی کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا۔ حالانکہ حضرت مسیح کے متعلق آنحضرت ﷺ کے فرمان علیحدہ موجود ہیں۔ کیف اذا انزل فیکم ابن مریم من السماء و امامکم منکم یعنی کیسے اچھے ہو گے تم جس وقت مسیح ابن مریم آسمان سے اتریں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔

اب ہم اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ اللہ قادیانیوں کو قبول حق کی توفیق دے اور قرآن کی کتر بیونت کے بدتر جرم سے باز رکھے۔ واخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔